مالی قربانی کی برکات اور وقفِ جدید کے سال نو کا اعلان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ / جنوری ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنی تلاوت کی:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۶﴾ (البقرہ: ۲۴۶)

اور پھر فرمایا:

یہ جمعہ ۱۹۸۹ء کا پہلا جمعہ ہے اور سابقہ روایات کے مطابق نئے سال کے پہلے جمعہ یا اُس سے گزرے ہوئے سال کے آخری جمعہ میں وقف جدید کے سال نو کا اعلان ہوا کرتا ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں وقف جدید کے متعلق کچھ کہوں تمام دنیا کی جماعتوں کے تمام احباب اور خواتین اور بچوں کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ سال ہمارے لئے ایک خاص اہمیت کا سال ہے کیونکہ تقریباً دو مہینے اور سترہ دن کے بعد احمدیت کی نئی صدی کا سورج طلوع ہونے والا ہے اور احمدیت کی پہلی صدی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ، پوری شان کے ساتھ برکتیں پیچھے چھوڑتی ہوئی رخصت ہونے والی ہے اس پہلو سے یہ سال جدائی کا بھی سال ہے اور وصل کا سال بھی ہے۔ ایک ایسا دن جدا ہونے والا ہے جو اپنی روشنی میں ہمیشہ آئندہ ہر صدی سے بڑھ کر چمکے گا یعنی پہلی صدی کا دن کیونکہ اس کے سر پر وہ امام ظاہر ہوئے جن کی خوشخبری حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے خود عطا فرمائی اور جس کی تیرہ صدیوں تک اُمت انتظار کرتی رہی۔ پس اگر چہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت سینکڑوں ہزاروں گنا آئندہ صدی میں ترقی کرے گی لیکن وہ ساری ترقیاں مرہون منت ہیں

اُن قربانیوں کی جو اس پہلی صدی میں کی گئیں۔ آئندہ صدی بھی قربانیاں مانگے گی، آئندہ صدی میں بھی قربانیاں پیش کی جائیں گی مگر جو آغاز کا نور ہے اُس کو کسی طرح بھی آئندہ آنے والی روشنیاں دھندلا نہیں سکتیں۔ اب دراصل اُسی نور کی برکت ہے جو پھیلتی چلی جائے گی اور یہ دن روشن تر اور روشن تر ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ تمام دنیا پر اسلام کے کامل غلبہ کی صدی طلوع ہوگی۔

اس پہلو سے یہ جو پہلی صدی پر شام آئی ہے یہ کچھ اُداسی کی کیفیت بھی پیدا کرتی ہے لیکن اُس کے ساتھ ہی تیز قدم بڑھانے کی طرف بھی ہمیں اُبھارتی ہے اور جیسے جیسے سورج غروب ہونے کا وقت قریب آ رہا ہے یہ احساس بڑھتا جا رہا ہے کہ کاموں کے لحاظ سے ابھی ہم پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہت سے پروگرام تھے جن کی طرف میں نے بارہا جماعت کو توجہ دلائی۔ بہت سے پروگرام ہیں جو اس وقت زیر عمل ہیں اور جماعت تمام دنیا میں کوشش کر رہی ہے کہ اگلی صدی کے طلوع سے پہلے پہلے ہم ان پروگراموں کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں لیکن یہ کام اتنا زیادہ ہے اور کئی جگہ ایسے خلا دکھائی دے رہے ہیں کہ سال کے آغاز پر میں سب سے پہلے جماعت احمدیہ کو دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دعاؤں کے ذریعے مدد مانگیں۔ بارہا میں نے تفصیل سے جائزہ لیا ہے اور اگرچہ مایوس کسی قیمت پر کسی صورت میں بھی نہیں لیکن پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جتنی تیاری ہمیں کرنی چاہئے تھی ویسی تیاری ہم نہیں کر سکے اور اُس وقت ہمیشہ دُعا کی طرف طبیعت متوجہ ہوتی ہے۔

دعا دو طرح سے کرشمے دکھایا کرتی ہے۔ اوّل یہ کہ جو کام ہم نہیں کر سکتے وقت کے لحاظ سے دُعا کی برکت سے تھوڑے وقت میں اُس سے بہت زیادہ ہو جاتا ہے جتنی عام حالات میں انسانی عقل توقع رکھتی ہے۔ دوسرے دعا کی برکت سے ہماری غفلتوں اور کوتاہیوں کی پردہ پوشی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ گزشتہ کوتاہیوں پر بھی پردہ ڈالتے ہوئے اپنے فضل کے ساتھ ایسے ثمرات ایسے پھل عطا فرما دیتا ہے جن کے لئے ہم حقدار نہیں تھے جن کے لئے ہم نے محنت نہیں کی تھی کوشش نہیں کی تھی محض اللہ کے فضل کے ساتھ وہ سارے پھل عطا ہوتے ہیں جن کی عام حالات میں توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔ تھوڑے کو وہ قبول کرتا ہے اور بہت زیادہ کر دیتا ہے یہی وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ چونکہ اس کا مالی قربانی سے تعلق ہے اس لئے وقف جدید کے سال نو کا آغاز کے اعلان کرنے سے پہلے میں نے اس آیت کی تلاوت کرنی مناسب

سمجھا تا کہ اس کے متعلق میں کچھ بیان کروں۔ اس کا تعلق چونکہ ایک عمومی اصول سے ہے جس کا اطلاق ہماری موجودہ حالت پر نئی صدی کے طلوع سے پہلے کے حالات پر بھی ہوتا ہے اس لئے یہ آیت اپنے مضمون کے لحاظ سے اس تمام صورت حال پر یکساں روشنی ڈالے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً کون ہے جو خدا کو قرضہ حسنہ دے تا کہ اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے لئے بہت بڑھا دے وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ اور اللہ تعالیٰ چیزیں وصول بھی کرتا ہے قبض بھی کرتا ہے، اُن کو کھینچتا ہے اور یَبْصُۜطُ اُن کو پھیلا بھی دیتا ہے۔ قبض کا مضمون ایسا ہے جیسے مٹھی میں سے کوئی چیز انسان سمیٹ لے اور پھر مٹھی کھول کر اُس کو پھیلا دے اس کو بسط کہتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ چیزیں سمیٹتا بھی ہے اور اُن کو بڑھا کر پھیلا کر واپس بھی کیا کرتا ہے۔ وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لٹائے جاؤ گے۔

اس آیت میں ایک اُلجھے ہوئے مضمون کو سلجھایا گیا ہے جو بسا اوقات انسانی ذہن کو پریشان کرتا ہے۔ جب مومن سے خدا کی راہ میں چندہ مانگا جاتا ہے تو اپنے ایمان اور تقویٰ اور خلوص کی وجہ سے خواہ اس مضمون کی سمجھ آئے یا نہ آئے کہ خدا کو کیا ضرورت ہے۔ مومن خدا کی راہ میں مالی قربانی کرتے تو ہیں لیکن بسا اوقات یہ سوال اُٹھتے ہیں اور قرآن کریم نے ان سوالات کا مختلف جگہ ذکر فرمایا ہے کہ کیا خدا غریب ہے؟ خدا کو کیا ضرورت ہے کہ مومنوں سے قربانی لے، ساری کائنات اُس کی ہے اور کیوں وہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ تکلیف اُٹھا کر تنگی ترشی میں بھی ہم اُس کی راہ میں کچھ خرچ کریں۔ اس سوال کے مختلف جوابات قرآن کریم میں ملتے ہیں۔ یہاں جو مضمون ہے یہ مضمون قانون قدرت کے حوالے سے سمجھایا گیا ہے۔ فرمایا تم دنیا پر، کائنات پر غور کرو تمام کائنات خدا نے اس طرح پیدا کی ہے کہ وہ چیزوں کو پہلے سمیٹتا ہے پھر بڑھا کر واپس کرتا ہے۔ زمیندارہ پر آپ غور کریں تو آپ کو یہ سارا مسئلہ سمجھ آجائے گا۔ آپ اگر زمیندارہ جانتے ہیں یا تجربہ ہے تب بھی ورنہ سُنا تو سب نے ہوا ہے کہ زمیندار اُس وقت اپنا بیج زمین میں ڈالتا ہے جب اُس کو اُس بیج کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے، جب اُس کی فصل کا پھل اختتام تک پہنچ رہا ہوتا ہے، جب اُس کو کھانے کے لئے، اپنی دیگر ضروریات کے لئے اس بیج کی براہ راست یا اُس کو بیچ کر اُس کی قیمت کی بہت

ضرورت پڑتی ہے۔ وہ وقت ہے نئی فصل بونے کا اور انتہائی ضرورت کے وقت جو دانے اُس کے گھر بچتے ہیں اُن کو وہ مٹی میں ملا دیتا ہے۔ یہ ہے قبض کا مضمون اور کامل یقین رکھتا ہے کہ اس کے بغیر اُس کے آئندہ سال کی ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ کامل یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ جو قبض کرتا ہے وہ بسط بھی کرتا ہے اور بسط کے مضمون پر یقین رکھے بغیر کوئی زمیندار بھی اپنا قیمتی بیج مٹی میں نہیں ملا سکتا۔ اور آپ دیکھتے ہیں کہ جب سے دنیا بنی ہے اُس وقت سے خدا تعالیٰ اسی مضمون کو ہر سال مختلف شکلوں میں عملی صورت میں دنیا پر ظاہر کرتا چلا جا رہا ہے۔ انسان تو بالا رادہ اپنے بیج کو مٹی میں ملاتا ہے لیکن اُس سے پہلے ارب ہا ارب سال سے جب سے نباتات پیدا ہوئی ہے یہی مضمون ہے جو رو کشائی کر رہا ہے جو ایک چلتی ہوئی فلم کی طرح ہر سال سینکڑوں ، ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں صورتوں میں ظاہر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ درخت جب پھلوں سے بھر جاتے ہیں تو پھر وہ اپنے پھلوں کو مٹی میں ملا دیتے ہیں، ہوائیں اُن کو بکھیر دیتی ہیں اور بظاہر سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے لیکن اُنہی دانوں سے پھر اور پھل پیدا ہوتے ہیں اور درخت اگتے ہیں اور سارا نظام کائنات اسی طرح جاری و ساری ہے۔ تو جب خدا تعالیٰ نے کائنات کو اس طرح بنایا اور اسی اصول اور اسی مضمون پر کائنات میں ارتقاء اختیار کیا ہے اور مجموعی طور پر انسان کی دولت یا حیوانات کی دولت بڑھتی چلی گئی ہے کم نہیں ہوئی تو کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ روحانی نظام میں اس آزمودہ نسخے کو بھلا دے یا ردّ فرما دے۔ پس روحانی دنیا میں بھی جو مالی قربانی کے مطالبے ہیں وہ دراصل اُسی خدا کے مطالبے ہیں جس نے آپ کو دنیا میں مٹی میں بیج ملانا اور پھر فصلیں کاٹنے کا گُر سکھایا ہے۔ فرمایا وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ تم کیوں نہیں دیکھتے اس بات کو کہ خدا تعالیٰ نے یہ قانون جاری فرمایا ہوا ہے کہ جو لوگ اپنا ماحصل، اپنی دولت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُسے بڑھا کر واپس کیا کرتا ہے۔ فرمایا کہ جس کے لئے وہ چاہتا ہے اُس کو بہت بڑھا کر عطا فرتا ہے۔ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اُسی کی طرف تم لوٹ کر جانے والے ہو۔ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ کا مطلب ہے اُس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو اس کا پہلے مضمون کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس کا پہلے مضمون سے دو طرح کا تعلق ہے۔ اوّل یہ کہ ہم سب کچھ اپنا جو خدا کی کائنات کو واپس کرتے ہیں یا ہم سے واپس کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے وہ ضائع نہیں ہوا کرتا بلکہ دوبارہ نئی صورتوں میں اُٹھتا ہے۔ نئی صورتوں میں نکلتا ہے۔ تو فرمایا تم بھی جو مٹی میں ملائے جاؤ گئے

یہ تمہارے لئے کوئی انجام نہیں ہے یہ تمہارے لئے نئی پیدائش کا دن ہوگا۔ تم خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور جس طرح خدا تعالیٰ اپنی طرف لوٹائے جانے والی چیزوں کو بڑھایا کرتا ہے تمہیں بھی نئی خلق عطا ہوگی جو زیادہ وسیع ہوگی پہلے سے۔ ہر پہلو سے وہ زیادہ شاندار اور زیادہ لطیف ہوگی اور جو کچھ تم قانون قدرت کو اپنے وجود کے طور پر واپس کرو گے اُسے خدا تعالیٰ بہت بڑھا کر اور نشو ونما دے کر پھر ظاہر فرمائے گا۔ دوسرا معنی اس آیت کے اس حصے کا یہ ہے کہ جو کچھ تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو یہ نہ سمجھو کہ ساری جزا تمہیں اس دنیا میں مل جاتی ہے۔ اس دنیا میں بھی ضرور جزا ملتی ہے اور خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے والوں کو بہت بڑھا کر عطا کیا جاتا ہے لیکن اگلی دنیا میں بھی تمہارے لئے یہ خزانے جمع ہورہے ہیں۔ اگر انسان کسی ایسی جگہ خزانے بھجوادے جہاں خود نہ پہنچ سکتا ہو تو وہ خزانے اُس کے ہاتھ سے ضائع گئے، وہ ہمیشہ کے لئے کھوئے گئے۔ تو آیت کا یہ حصہ انسان کو یقین دلاتا ہے کہ تمہاری امانت جہاں پہنچ رہی ہے وہاں تم بھی جانے والے ہو اور جو کچھ تم بھیجو گے وہ اس کو بھیجے ہوئے کی نسبت ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں بلکہ انگنت گنا زیادہ اُس دنیا میں پاؤ گے جس میں آخر تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔ تو یہ چھوٹی سی آیت بہت وسیع مطالب اپنے اندر رکھتی ہے اور مالی قربانی کا فلسفہ ہمیں سمجھاتی ہے۔ صرف مالی قربانی کا نہیں بلکہ دیگر قربانیوں کا فلسفہ بھی سمجھاتی ہے۔ ہم خدا کی راہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں یقین کریں کہ ہر چیز جو ہم خرچ کرتے ہیں اُسے برکت دی جائے گی، اُسے بڑھایا جائے گا اور واپس ہمیں لوٹایا جائے گا۔ یعنی ہم تو خدا کی طرف لوٹیں گے مگر خدا ہر چیز جو ہم خدا کی طرف بھیجتے ہیں ہماری طرف لوٹاتا چلا جائے گا۔ اس پہلو سے نئی صدی کے حالات کے ساتھ بھی اس مضمون کا تعلق ہے۔ جو کچھ خدا نے ہمیں دیا وقت دیا، عزتیں دیں، اموال دیئے، جانیں عطا فرمائیں۔ کئی قسم کی سہولتیں ہمیں بخشیں۔

آغاز میں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے وقت باوجود اس کے کہ جماعت بہت چھوٹی اور بہت کمزور تھی اور بہت غریب تھی اور اُن کے پاس بچت کی نسبت بہت تھوڑی تھی۔ ایسے حالات تھے کہ اکثر احمدی بمشکل زندہ رہنے کے لئے گزارے پا رہے تھے۔ بہت کم تھے جو غیر معمولی طور پر متمول شمار ہو سکتے ہوں لیکن انہوں نے اپنے اموال بھی دیئے خدا کی راہ میں اپنی عزتیں بھی قربان کیں، اپنے تعلقات، اپنی دوستیاں، اپنی رشتہ داریاں کوئی ایسی چیز جس کی انسان

قدر کر سکتا ہے ایسی نہیں جو اُس دور میں جماعت احمدیہ نے خدا کی راہ میں قربان نہ کر دی ہوں۔ جو کچھ اُن کو حاصل تھا وہ سب کچھ دے دیا۔ ایسے خطرناک حالات تھے کہ اُس زمانے میں بعض علاقوں کے متعلق انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہاں کے معزز لوگ تمام عزتوں کو اپنے ہاتھ سے تج کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہہ دیں گے اور یہ لمبی کہانی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا جو کچھ انہوں نے خدا کی راہ میں پیش کیا اُس کو بہت بڑھا کر اللہ تعالیٰ نے اُن کی آئندہ نسلوں اور اُن کے خاندانوں کو عطا فرمایا۔ آج دنیا کے کونے کونے میں احمدی نسلیں جو اُن بزرگوں کی نسلیں ہیں پھیلی پڑی ہیں وہ گواہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کسی ایک چیز کو بھی اُن کے لئے اپنے پاس رکھا نہیں بلکہ یَقۡبِضُ وَ یَبۡصُۜطُ کے مضمون کو بڑی شان کے ساتھ پورا فرمایا ہے۔ اُن کو وسعتیں عطا کیں اُن کی عزتیں بڑھائیں، اُن کے اموال بڑھائے، اُن کی طاقتیں بڑھائیں، اُن کے اثر ورسوخ بڑھائے، اُن کی جانوں کو برکت دی، اُن کے خاندانوں میں اُن کی نسلوں کو برکت عطا فرمائی۔ غرض یہ کہ ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑھا چڑھا کر اُن کو واپس فرمایا۔

آج ایک سو سال کا عرصہ گزرنے کو ہے اور اس ایک سو سال میں ہم مسلسل اللہ تعالیٰ کے بڑھتے ہوئے، وسیع تر ہوتے ہوئے فضلوں کا نظارہ کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لحاظ سے آج جو ہمیں قربانی کی توفیق مل رہی ہے اس پر اگر آپ غور کریں تو یہ بھی انہی قربانیوں کے بچے ہیں جو قربانیاں اُس وقت تھوڑی نظر آتی تھیں آج زیادہ ہو کر جو دکھائی دے رہی ہیں دراصل یہ بھی یَقۡبِضُ وَ یَبۡصُۜطُ کے مضمون سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ قربانیوں کی طاقت کو بھی خدا تعالیٰ بڑھاتا ہے، قربانیوں کے مظاہروں کو بھی اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماتا ہے اور ایک نسل جو اس بات کا عرفان نہ رکھتی ہو بعض دفعہ بیوقوفی میں یہ کہہ سکتی ہے کہ ہم زیادہ قربانیاں دے رہے ہیں، ہم زیادہ وقت دے رہے ہیں، ہم منظّم طور پر زیادہ کام کر رہے ہیں لیکن اس بات کو وہ بھول جاتے ہیں کہ دراصل اُن کے آباء کی قربانیاں ہیں جو بحیثیت قربانی برکت پا رہی ہیں۔ پس جو کچھ آج ہم روحانی لحاظ سے مٹی میں ملا رہے ہیں یا ملانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ مٹی میں ملانے کی سعادت پا رہے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ صدی بکثرت ان قربانیوں کا فیض پائے گی اور اگر ہم دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں کی معافی چاہتے ہوئے، استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ

سے یہ التجا کرتے رہیں کہ جو کچھ ہم نے خدا کے حضور قربانیوں کی صورت میں پیش کیا ہے ہم جانتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ کر سکتے تھے۔ بہت تھوڑا ہے جو ہم نے کیا ہے لیکن تو بڑھانے والا ہے تو تھوڑے کو بہت کرنے والا ہے اور تیری طاقتوں کی حد کوئی نہیں، کوئی شمار نہیں ہے اس لئے اس سے قطع نظر کہ ہم نے کیا ڈالا تیری راہ میں تو اسے بہت بڑھا دے۔

اس مضمون کو سمجھنا ہو تو پھر اسی مثال کی طرف واپس لوٹتے ہیں ہر زمیندار جو دانے مٹی میں ملاتا ہے اُس کے ساتھ مٹی ایک جیسا سلوک نہیں کیا کرتی۔ حالات مختلف ہیں، زمینیں مختلف ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مثال کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض ایسی قربانیاں ہیں جو خالصۃً للہ کی جاتی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو دکھاوے کی خاطر کی جاتی ہیں۔ جو خالصۃً للہ کی جاتی ہیں اُن کی مثال ایسی ہے جیسے زمیندار کا دانہ کسی ایسی زرخیز زمین میں پڑے جو غیر معمولی طور پر اُس دانے کو بڑھانے کی طاقت رکھتی ہو۔ اگر تیز بارش ہو تب بھی وہ زمین بڑی کثرت کے ساتھ اُس بیج کو اگائے اور نشو ونما عطا کرے اور اگر بارش نہ بھی ہو تو رات کی شبنم سے ہی وہ استفادہ کر سکے اور اُسی شبنم کے ذریعے، تھوڑے کے ذریعے بھی وہ اس بیج کو بڑھا دے اور بعض قربانیاں ایسی ہیں جو سطحی ہوا کرتی ہیں جن کو خدا تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ اُن کی مثال ایسی ہے جیسے ایسی سخت چٹان پر بیج پڑے جس کی سطح پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے روئیدگی ظاہر کرتی ہے، سبزہ دکھائی دیتا ہے لیکن جب بھی بارش آتی ہے وہ سب کچھ بہالے جاتی ہے۔ پھر اسی مثال میں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اپنی قربانیوں کا تتبع کرتے ہیں اُن کے پیچھے چلتے ہیں اور اُن کی آبیاری کرتے ہیں اُن کو بہت زیادہ دیا جاتا ہے بہ نسبت اُن زمینداروں کے جو بیج پھینک کر خواہ اچھی زمین پر پھینکا ہو پھر اُس سے غافل ہو جاتے ہیں۔

تو صرف قربانی کر دینا کافی نہیں ہے قربانی کیسی ہے اور کس حد تک نشو ونما پانے کی توفیق رکھتی ہے؟ یہ ایک بہت ہی وسیع مضمون ہے اس لئے دعاؤں کے ذریعے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے۔ وہ حال کا بھی خدا ہے، مستقبل کا بھی ہے اور ماضی کا بھی ہے۔ یہ التجا کرنی چاہئے کہ اگر ہماری قربانیوں میں ہماری نیتوں میں کچھ فتور بھی رہ گیا ہو اور خالصۃً تیرے لئے نہ بھی کی گئی ہوں تو آج ہم التجا کرتے ہیں کہ ہمیں بخش دے، ہمیں معاف فرما! ہماری قربانیوں کو کامل سچائی عطا کر! تو

جیسے مستقبل کا خدا ہے ویسے ماضی کا بھی ہے تو زمانے کا مالک ہے چاہے تو ہماری گزری ہوئی قربانیوں پر بھی پردہ پوشی فرما سکتا ہے اور اُن کوتاہیوں کی زد سے ہماری قربانیوں کو بچا سکتا ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے ہمیں خلوص کی تکلیف عطا فرما اور سابقہ کوتاہیوں کو بخش دے اور پھر ایسی فضلوں کی موسلا دھار بارش فرما کہ ہماری تھوڑی قربانیاں بھی بہت زیادہ نشوونما پائیں اور ہر زمانے میں نشوونما پاتی رہیں۔ یہ مضمون جو ہے اس کو پھر خدا تعالیٰ اور بڑھاتا ہے۔ فرماتا ہے کہ عام قانون قدرت میں جب بہت دیا جائے تو ایک دانہ سات بالیوں میں تبدیل ہوسکتا ہے اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں تو ایک دانہ سات سو گنا ترقی کر سکتا ہے لیکن فرمایا کہ یہیں بات ختم نہیں ہو جاتی یہ تو تمہارے اخلاص کے کمال اور خدا تعالیٰ کے اس اخلاص کو قبول کرنے کا مضمون ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل کا مضمون جس کا قربانیوں سے کوئی تعلق نہیں یعنی براہ راست تعلق نہیں وہ اس کے علاوہ ہے فرمایا اگر تم بہترین رنگ میں خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کرو گے تو عام قانون ہے جو روحانی دنیا میں چل رہا ہے جس کا اطلاق بعض شکلوں میں مادی دنیا میں بھی تم ہوتا ہوا دیکھتے ہو وہ یہ ہے کہ ایک قربانی سات سو گنا زیادہ پھل پیدا کر سکتی ہے لیکن کچھ ایسے بھی ہیں لوگ جن کی خاطر خدا لامحدود طور پر ان قربانیوں کے پھلوں کو بڑھا بھی سکتا ہے یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ (البقرہ:۲۶۲) جس کے لئے وہ چاہے، جس کے لئے وہ فیصلہ کرے وہ ان اربعوں اور قوانین کی حد سے بالا سمجھا جائے گا اور ان حدود کے دائرہ کے اندر اس سے سلوک نہیں کیا جائے گا بلکہ لامحدود سلوک کیا جائے گا۔ تو ہمارا جس خدا سے تعلق ہے اُس کے ساتھ یہ جو حسابی معاملات ہیں یہ ہمیں درست کرنے ہوں گے اور بے حساب کی توقع اُس سے ہم رکھیں تو وہ بے حساب دے سکتا ہے۔ پس جہاں تک انسان کا تعلق ہے اُسے اپنا حساب ضرور درست کرنا چاہئے، اور اپنا حساب درست کرنے کے بعد اُس کے ساتھ خدا پر توکل رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو حساب کے مطابق بہت دے یا بے حساب عطا کرے۔ اس بے حساب عطا کرنے کے مضمون میں بظاہر کوئی منطق نہیں۔ وہ کون لوگ ہیں جن کے ساتھ خدا تعالیٰ بے حساب سلوک فرماتا ہے۔ اس مضمون کو اگر آپ سمجھ لیں تو پھر ہم میں سے ہر شخص اللہ تعالیٰ سے لامحدود عنایات کی توقع رکھ سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ہاں احسان میں بھی عدل پایا جاتا ہے اور کلیۃً بے وجہ اُس کا کوئی سلوک بھی نہیں ہے۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے بے حساب عطا کرنے کا مضمون اس بات سے تعلق رکھتا ہے کہ آپ اپنی

حد تک پہنچ جائیں اور اُس کے آگے بڑھنا آپ کے لئے اس لئے ممکن نہ ہو کہ آپ کی استعدادوں میں اُس سے آگے بڑھنا ممکن نہیں۔ وہاں سے فضل کا مضمون شروع ہوتا ہے اور وہاں سے بے حساب کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ پس اس لئے میں نے کہا تھا کہ آپ اپنا حساب پورا کر لیں جتنی توفیق ہے، جتنی استطاعت ہے وہ سب کچھ اگر آپ خدا کی راہ میں پیش کر دیں اور ایک ایسا مقام دیکھیں کہ جن سے آگے آپ بڑھ نہیں سکتے۔ وہاں پھر آپ کی نیکیوں کی حسرتیں باقی رہ جائیں گی وہاں خواہشیں ہیں جو دل میں کلبلائیں گی اور بے چین کریں گی کہ کاش ہم اس سے بھی زیادہ کر سکتے۔ اس حد سے آگے پھر آپ کے عمل کی حد ختم ہو جاتی ہے اور خدا کے لامحدود فضلوں کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے جو لامحدود فضلوں کا سلوک فرمایا ہے۔ ایک جاہل دنیا دار یہ کہہ سکتا ہے کہ اُس کی مرضی تھی اُس نے جس طرح چاہا اُن کو بڑھا دیا اور اس میں اُس کا Arbitrary فیصلہ ہے یعنی بغیر کسی استحقاق کے، بغیر کسی وجہ کے۔ دنیا کے لحاظ سے یہ بھی بات درست نظر آتی ہے۔ مگر امر واقعہ اس سے مختلف ہے۔ خدا تعالیٰ کے ہر احسان کے اندر عدل کا مضمون پایا جاتا ہے اور اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے یا آپؐ کی غلامی میں کسی اور شخص سے جب آپ خدا تعالیٰ کا لامحدود فضلوں کا سلوک دیکھتے ہیں تو یقین کریں کہ اُس شخص کی قربانیوں کی ایک ایسی حد پہنچی تھی جس سے آگے اُس کی تمنائیں رہ گئیں تھیں اور حسرتیں رہ گئیں تھیں اور خدا نے جو اُس کو استعدادیں عطا کی تھیں اُن میں توفیق نہیں تھی کہ اُس سے آگے بڑھ سکے۔ تب خدا کے فضل نے وہاں سے اُس کا ہاتھ پکڑا ہے اور پھر اُس کو لامحدود فضلوں کی دنیا میں پہنچا دیا ہے۔

معراج محمد مصطفی ﷺ میں ہمیں یہی مضمون ملتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے بشریت کی حدود کو آخری مقام تک کوشش کی ہے۔ اُس سے بالا کوئی مقام نہیں ہے بشریت کے لئے جس حد تک ممکن تھا سب کچھ خدا کی راہ میں دیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے بعد پھر خدا رہ جاتا ہے باقی اور بشریت کی تمام طاقتیں ختم ہو جاتی ہیں اور کوتاہ ہو جاتی ہیں مگر وہاں ٹھہرے نہیں ہیں وہاں تعلق باللہ کا ایک نیا مضمون شروع ہوا ہے جو لامحدود ہے پھر اُس تک عام انسان کی نظر اور اُس کا فہم اور اُس کا ادراک پہنچ ہی نہیں سکتے لیکن روزمرہ کی زندگی میں ہر انسان کو کسی نہ کسی پہلو سے یہ تجربے ہو سکتے ہیں اس لئے جماعت احمدیہ کو اپنے ایسے خدا سے تعلق جوڑتے ہوئے اس تعلق کو محدود نہیں رکھنا چاہئے۔

بڑا ظلم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تو لامحدود فضل کرنے والا ہو اور ہم اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے اُس کے فضلوں کے ہاتھ روک رہے ہوں اور اُن کو محدود کر رہے ہوں۔

اس لئے اب یہ دعا کرنی چاہئے کہ جو کوتاہیاں ہم سے ہوگئیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کے اوپر ستاری کا پردہ ڈال دے اور ہماری غفلتوں کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے نیکیوں کے طور پر شمار کر لے اور ہماری استعدادوں کو بھی بڑھائے اور ہمیں اپنی استعدادوں تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ نیکی کے ہر میدان میں ہم اُس کنارے تک پہنچ جائیں جس کے آگے ہماری بشریت کی حد کے لحاظ سے بڑھنا ممکن نہ رہے اور پھر ہم خدا کے لا انتہا فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں اور آئندہ صدیاں ہماری ان قربانیوں کے لا انتہا پھل کھاتی چلی جائیں۔ ہم نے پہلوں کی محنت کے پھل کھائے ہیں اس کو یاد رکھیں اور اُن کو اپنی دعاؤں میں نہ بھلائیں اور ہماری محنت کے پھل آئندہ نسلیں کھائیں گی اور اگر آپ پہلی نسلوں سے یہ سلوک کریں گے کہ اُن کے سامنے اپنی ممنونیت کا سر جھکائیں گے اور اپنے دل میں سوز وگداز کے ساتھ اپنی دلی دعاؤں میں ان کو یاد رکھیں گے تو یاد رکھیں کہ پھر آئندہ نسلیں بھی آپ سے ایسا ہی سلوک کریں گی۔ پس یہ جو بقیہ دو ماہ سترہ دن اس صدی کے باقی ہیں اُن کو خصوصیت کے ساتھ ان دعاؤں میں وقف کریں اور اپنے حالات کو ٹٹولیں، اپنے دلوں کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کہاں کہاں کس حد تک کمی رہ گئی ہے۔ اصلاح نفس کے لحاظ سے جو تربیت کا مجاہدہ ہم کر رہے ہیں اُس کے لحاظ سے اور خدا کی راہ مین قربانیاں پیش کرنے کے لحاظ سے اور دعا یہ کریں کہ خدا ان دو ماہ سترہ دنوں میں اتنی برکت ڈال دے کہ وقت کے پیمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ فضل کے پیمانے کے لحاظ سے ہمیں عمل کی توفیق عطا ہو اور اللہ تعالیٰ اُس عمل کو قبول کرتے ہوئے ہماری جزاؤں کو لا انتہا کر دے۔

اس مختصر تعارف کے بعد اب اسی مضمون کی روشنی میں میں **وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں**۔ آپ کو جیسا کہ معلوم ہے کہ وقف جدید پہلے صرف پاکستان اور ہندوستان کی حد تک محدود تحریک تھی لیکن گزشتہ تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا اسے ساری دنیا میں پھیلا دیا گیا ہے اور اگرچہ بعض ممالک ایسے ہیں جہاں وقف جدید کا چندہ وہیں خرچ کیا جاتا ہے۔ انہی ممالک میں مثلاً افریقہ کے ممالک اور بعض اور دوسرے ممالک ہیں مگر ترقی یافتہ ممالک کا وقف جدید کا چندہ زیادہ تر

ہندوستان میں خرچ کے لئے وقف ہے۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلسل جماعت وقف جدید کے لحاظ سے قربانی میں آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔۱۹۸۴ء میں وعدوں کے متعلق تو یہاں ذکر نہیں لیکن وصولی سترہ لاکھ پندرہ ہزار بہتر روپے تھی۔ ۱۹۸۵ء میں بیس لاکھ چوالیس ہزار ہوئی۔ ۱۹۸۶ء میں تیئیس لاکھ بانوے ہزار۔ ۱۹۸۷ء میں اٹھائیس لاکھ اکسٹھ ہزار اور ۱۹۸۸ء میں ان کا خیال ہے کہ انشاءاللہ اکتیس لاکھ سے بڑھ جائے گی یعنی کل آمد بڑھ جائے گی اُس تاریخ تک جب یہ رپورٹ بھجوائی گئی پچیس لاکھ پچاسی ہزار روپے وصولی تھی۔ وقف جدید کا سال اگر چہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے لیکن وصولی جو گزشتہ سال کی ہے وہ اگلے ایک دو ماہ تک آتی چلی جاتی ہے اور دسمبر کے آخر پر پہلے چونکہ جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا اس لئے سب سے زیادہ ہوا کرتی تھی۔ اب یہ Peak وہاں سے تبدیل ہوکر جنوری میں داخل ہوگئی ہے یعنی سب سے زیادہ وصولی چونکہ اب ڈاک کے ذریعہ آتی ہے اس لئے عموماً سال کے آخر پر جماعتیں جب حساب سمیٹتی ہیں تو زیادہ تر رقمیں جنوری میں داخل کرتی ہیں۔ جو گزشتہ میرا تجربہ ہے اور مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً جو بیس سال وقف جدید میں خدمت کی توفیق ملی ہے، وہ یہی ہے کہ بعض دفعہ بیس فیصد تک، پچیس فیصد تک بھی آخری ایک دو ماہ میں گزشتہ سال کا چندہ وصول ہوتا ہے تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ جس رفتار سے اللہ تعالیٰ پاکستان کی جماعتوں کو آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ اس سال بھی ویسا ہی سلوک فرمائے گا اور ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرماتا رہے گا۔

دعا کی تحریک کے طور پر عموماً ان جماعتوں کے نام سنائے جاتے ہیں جنہوں نے مالی قربانی میں غیر معمولی حصہ لیا ہے۔ دفتر اطفال کا جہاں تک تعلق ہے جس ترتیب سے میں یہ نام سناؤں گا اُسی ترتیب سے خدا تعالیٰ کے فضل سے اطفال کے چندہ میں ان جماعتوں کو غیر معمولی قربانی کی توفیق ملی ہے۔ ربوہ سرفہرست ہے پھر بدین، پھر سانگھڑ، پھر سکھر، پھر خیر پور، رحیم یار خان، مظفر گڑھ، راجن پور، گوجرانوالہ، لاہور، سیالکوٹ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، چکوال، راولپنڈی، اسلام آباد اور اٹک۔

جہاں تک عام چندہ وقف جدید کا تعلق ہے اُس میں اس فہرست کی ترتیب حسب ذیل ہے:
ربوہ پھر سرفہرست ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے، پھر کراچی، پھر حیدرآباد، پھر تھرپارکر، سانگھڑ، خیر پور،

رحیم یار خان، ڈیرہ غازیخان، راجن پور، بہاولنگر، ملتان، گوجرانوالہ، لاہور، سیالکوٹ، فیصل آباد، شیخوپورہ، جھنگ، اوکاڑہ، گجرات، چکوال، راولپنڈی اور ایبٹ آباد۔

یہ میں نہیں جانتا کہ وقف جدید نے ترتیب کیسے قائم کی ہے؟ جب میں وقف جدید میں ہوا کرتا تھا تو بڑی احتیاط سے مختلف پہلوؤں سے جائزے لے کر یہ ترتیب قائم کیا کرتا تھا۔ جہاں تک کل چندے کا تعلق ہے ظاہر بات ہے کہ یہ ترتیب درست نہیں ہے کیونکہ ناممکن ہے کہ سانگھڑ کو لاہور سے زیادہ یا رحیم یار خان یا ڈیرہ غازیخان کو لاہور سے زیادہ چندہ پیش کرنے کی توفیق ملی ہو۔ اس لئے یا تو غلطی ہوئی ہے اور اس دفعہ انہوں نے یہ جو فہرست بھجوائی ہے یہ بے ترتیب بھیج دی ہے مگر چونکہ گزشتہ سالوں میں ایک ترتیب قائم کی جاتی تھی اور اوّل جماعتوں کا اوّل ذکر کیا جاتا تھا اس لحاظ سے میں نے یہی سمجھا کہ اسی ترتیب سے ان جماعتوں نے قربانی میں حصہ لیا ہوگا۔ اگر انہوں نے یعنی وقف جدید کے دفتر والوں نے کسی اور پہلو سے یہ ترتیب قائم کی ہے مثلاً گزشتہ سال کے مقابل پر فی کس چندہ دہندہ کے اضافے کا جہاں تک تعلق ہے تو ہوسکتا ہے یہ ترتیب بدل چکی ہو اور بعض چھوٹی جماعتیں اس پہلو سے زیادہ آگے آجائیں یا یہ بھی ہوسکتا ہے بعض دفعہ ترتیب قائم کی جاتی ہے کہ وعدوں کے مقابل پر وصولی کی نسبت کے لحاظ سے کون آگے ہے۔ چونکہ ایسی کوئی وضاحت موجود نہیں ہے یا بھیجی گئی ہے تو تاخیر سے بھیجی گئی ہے کہ ابھی میں اُس کا مطالعہ نہیں کرسکا۔ اس لئے میں نے احتیاطاً ساتھ یہ وضاحت کردی ہے یہ نہ ہو کہ بعد میں جماعتیں پھر احتجاج شروع کردیں کہ ہم نے زیادہ دیا تھا آپ نے ہمارا نام پیچھے کردیا کیونکہ اکثر جماعتیں پھر یہ کہا کرتی ہیں۔ تو جو بھی ہے اللہ کے نزدیک قربانیوں کے لحاظ سے آگے اُسے اللہ اپنی جزا میں بھی آگے رکھے اور جو پیچھے رہ گئے ہیں اُن کو بڑھائے اور اُن کو بھی صف اوّل کی قربانی کرنے والوں میں شامل فرمائے۔

جہاں تک بیرون پاکستان کا تعلق ہے جو اطلاعات اب تک ہمیں ملی ہیں اس کے مطابق یہ ترتیب درست ہے جس ترتیب میں اگلے نام پڑھوں گا۔ صرف ایک شکوے کی بات یہ ہے کہ بیرونی جماعتوں نے بار بار توجہ دلانے کے باوجود کوائف بھیجنے میں بہت سستی کی ہے اور اب فہرست جو میں پڑھ کر سناؤں گا اس میں بھی کئی خامیاں ہوں گی کیونکہ ہمیں بروقت اطلاع نہیں مل سکی تو اگر کوئی جماعت زیادہ قربانی کرنے والی تھی اور فہرست کے لحاظ سے پیچھے رہ گئی ہے تو اُس میں اُن کے اپنے

نظام کا قصور ہے اُنہوں نے بروقت اطلاع کیوں نہیں دی۔ بہر حال جو اطلاعیں ملی ہیں اُن کے لحاظ سے سرفہرست خدا تعالیٰ کے فضل سے برطانیہ کی جماعت ہے جس نے سال گزشتہ میں گیارہ ہزار پاؤنڈ وقف جدید میں ادا کئے۔ دوسرے درجے پر جرمنی کی جماعت ہے جس نے نو ہزار آٹھ سو ایک پاؤنڈ ادا کئے۔ اور تیسرے درجے پر امریکہ کی جماعت ہے جس نے چھ ہزار پانچ سو بائیس پاؤنڈ ادا کئے۔ پھر ماریشس کا نمبر آتا ہے جس نے دو ہزار ایک سو اٹھانوے پاؤنڈ ادا کئے اور پھر کینیڈا جس نے دو ہزار تئیس پاؤنڈ ادا کئے۔ کینیڈا کی کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیسے ہوا ہے کیونکہ عام طور پر وہ مالی قربانی میں امریکہ سے پیچھے نہیں ہیں اور ہر دوسری تحریک میں خدا کے فضل سے نہ صرف یہ کہ امریکہ کے پیچھے قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ آگے بڑھنے کا رجحان پایا جا رہا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اُن کی انتظامیہ کا قصور ہو یا وقف جدید کے سیکرٹری کا قصور ہو کہ وہ غافل رہا ہو سارا سال لیکن جیسا کہ تأثر کینیڈا کا یہاں پیدا ہو رہا ہے ویسا نہیں ہے۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس طرف وہ مزید توجہ کریں گے۔ انڈونیشیا ایک ہزار پانچ سو بائیس، ناروے ایک ہزار تین سو چھیانوے۔ چھوٹی جماعتیں جو بعد میں آگے بڑھ رہی ہیں تیزی سے بعد میں آ کر اُن میں ناروے بھی خدا کے فضل سے شامل ہے ہر جہت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے لیکن اس پہلو سے سوئٹزرلینڈ ناروے کو بہت پیچھے چھوڑ گیا ہے کیونکہ سوئٹزرلینڈ کی جماعت ناروے کی جماعت کے مقابل پر تعداد کے لحاظ سے بہت تھوڑی ہے لیکن وقف جدید کے چندے میں اُنہوں نے ایک ہزار دو سو پاؤنڈ رپورٹ آنے تک ادا کئے تھے۔ ڈنمارک نے ایک ہزار ستاون پاؤنڈ اس مد میں ادا کئے ہیں۔

بہر حال یہ مختصر رپورٹ نامکمل ہے لیکن ایک تھوڑی سی تصویر آپ کے سامنے رکھ رہی ہے کہ وقف جدید کے چندوں کی طرف بیرونی دنیا میں کس طرح توجہ ہو رہی ہے۔ پہلے بھی میں نے یہ بات سمجھائی تھی کہ بیرونی دنیا میں جو چندوں میں وقف جدید کی تحریک ہے اس کی دو وجوہات ہیں اوّل یہ کہ ہر نیکی میں حصہ لینے اور شامل ہونے کا موقع پانے کی انسان کے دل میں تمنا ہوتی ہے اور یہ وہ تحریک تھی جو بے وجہ تو نہیں کہہ سکتے لیکن بعض خاص مصلحتوں کی وجہ سے آغاز میں صرف پاکستان اور ہندوستان میں محدود کی گئی تھی۔ اس عرصے میں میں نے ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں تحریر کر کے یہ اجازت لی تھی چنانچہ تحریک (جدید) میں پھر اُس پر عمل بھی کیا کہ باہر کی دُنیا

کو بھی وقف جدید میں شامل کیا جائے خواہ وہ اپنا روپیہ اپنے پاس ہی رکھیں۔ چنانچہ کچھ نیم دلی کے ساتھ یہ تحریک آج سے بہت پہلے جاری ہوگئی تھی اور مختلف رپورٹوں میں ہمیں یہ اطلاع ملتی تھی کہ افریقہ کے بعض ممالک میں، یورپ نے یا امریکہ نے کچھ کچھ روپیہ وقف جدید میں بھی ادا کیا ہے جو اُن کے مقامی فنڈ میں شامل کرلیا گیا۔ آج سے تین چار سال پہلے کی بات ہے غالباً تین سال پہلے کی بات ہے جب شدھی کے خلاف جہاد کی میں نے تحریک کی ہے تو اُس وقت شدھی کے لئے وقتی روپے کی کچھ ضرورت تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہوگئی لیکن یہ ایک ایسا کام نہیں ہے جسے ہم تھوڑا بہت کرنے کے بعد بھلا دیں۔ ہندوستان میں وسیع پیمانے پر مختلف صوبوں میں مسلمانوں کو مرتد کر کے دوبارہ ہندو بنانے کی منظّم کوششیں جاری ہیں اور جتنی زیادہ میں تحقیق کروا رہا ہوں اُتنا ہی زیادہ ہولناک منظر سامنے آرہا ہے۔ علی گڑھ جو مسلم یونیورسٹی کا مرکز ہے اور اسلامی تعلیم کا ہندوستان میں ایسا مرکز ہے گویا ایک روشنی کا مینار ہے وہاں۔ اُس کے اردگرد ہزاروں گاؤں ایسے ہیں جو مسلمان ہوئے تھے چند نسلیں پہلے اور اب دوبارہ ہندو بنا لئے گئے ہیں۔ یوپی (U.P) میں مسلمان مراکز کے اردگرد مشہور شہروں مثلاً لکھنؤ کے اردگرد، شاہجہان پور کے اردگرد، مختلف جگہوں میں یہی قصہ جاری ہے، آندرا پردیش میں راجستھان کو لے لیں، کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں منظّم طریق پر یہ تحریک جاری نہ ہو اور پنجاب میں بھی اب یہ ممتد کردی گئی ہے۔ قادیان سے باہر ہم نے یہ تحریک چلائی تھی کہ گرتے ہوئے مسلمانوں کو سنبھالیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی مسجدیں واگزار کروائی گئیں، جہاں اذانیں نہیں ہوتی تھیں اذانیں دلوائی گئیں۔ باقاعدہ نمازیں شروع کی گئیں اور مسجدوں کو آباد کیا گیا۔ بہت بھاری کام ہوا ہے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ۔ پچھلے دنوں چونکہ سیاسی حالات بگڑے ہیں اس لئے اس کام میں ویسی تیزی نہیں رہی لیکن جہاں تک مخالفانہ کوششوں کا تعلق ہے وہ بھی جاری ہیں اُسی طرح اور پنجاب میں اب گزشتہ ایک دوسال کے اندر خصوصیت کیساتھ شدھی کی تحریک منظّم طور پر داخل ہوئی ہے۔ ان سب تحریکات کے مقابلے کے لئے ہندوستان کی جو وقف جدید ہے اُس کی یہ استطاعت نہیں ہے، مالی لحاظ سے جتنی ضرورت ہے ہندوستان کی جماعتیں چونکہ چھوٹی رہ گئی ہیں اُن میں یہ طاقت نہیں ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر میں نے وقف جدید کو مستقلاً تمام دنیا میں جاری کرنے کا فیصلہ کیا اور مقصد یہی تھا کہ یہ سارا روپیہ جب تک ضرورت پیش آتی ہے ہندوستان کے

لئے وقف کیا جائے اور اگر یہ ضرورت پوری ہوگئی یعنی ضرورتیں تو دین کی ویسے کبھی پورا نہیں ہوا کرتیں مگر اگر ایسا وقت آیا کہ ہندوستان کی جماعتیں اپنی کوششوں کے لئے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوسکیں اور اللہ کرے کہ جلد وہ وقت آئے تو پھر اسی روپے کو آپ کے بچوں کی تربیت کے لئے استعمال کیا جائے گا اور جس طرح معلمین تیار کئے جاتے ہیں، مدرس کے طور پر جگہ جگہ بیٹھ کر چھوٹی جماعتوں میں پورے مربی کی تعلیم تو وہ نہیں پاتے لیکن اتنا علم ضرور رکھتے ہیں کہ ابتدائی قرآن کی تعلیم، نماز روزے کی تعلیم دے سکیں تو اس قسم کے معلم پھر غیر ملکوں میں بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ تو یہ تحریک انشاء اللہ تعالیٰ ایک لمبی چلنے والی تحریک ہے اور بہت ہی نتیجہ خیز ثابت ہوگی لیکن سردست تو فوری ضرورت ہمیں ہندوستان کے لئے ہے۔

میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ جماعتیں بھی جب تک اس تحریک کے فوائد سے غافل رہنے کی وجہ سے اس میں ہلکا حصہ لیتی رہی ہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب جماعت کو احساس ہو جائے کہ اس چیز کی ضرورت ہے تو پھر وہ ہلکا حصہ نہیں لیا کرتی بلکہ بعض دفعہ تو روکنا پڑتا ہے سمجھا کر کہنا پڑتا ہے کہ اس سے زیادہ نہ بڑھو۔ اس لئے یہ تو ناممکن ہے کہ جماعت میں وقف جدید کی طرف اس لئے توجہ نہ دی ہو کہ اُن کے اندر اخلاص میں کمی آ گئی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک لیکن یہ یقینی بات ہے کہ وقف جدید کے فوائد اور اس کے عالمی اثرات سے ناواقفیت کے نتیجہ میں جماعت کا ردعمل نسبتاً نرم ہوا ہو۔ اس لئے میں آپ کو یاد کرا رہا ہوں کہ یہ اس کے مقاصد ہیں یہ اس کے فوائد ہیں، ضروریات ہیں۔ اس لئے جہاں تک توفیق ہو آپ اس تحریک میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لیں اور آخر پر جو بات یاددہانی کے طور پر کہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو کثرت سے اس میں شامل کریں۔

جو تعداد مجھے ملی ہے مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ اعداد و شمار درست ہوں گے یہ بتایا گیا ہے کہ صرف چھ ہزار احباب ہیں بیرون پاکستان جو وقف جدید میں اب تک شامل ہوئے ہیں۔ یہ ماننے والی بات نہیں ہے ضرور اعداد و شمار بھجوانے میں غلطی ہوئی ہے مگر کوشش یہ کرنی چاہئے کہ کوئی احمدی بچہ بھی ایسا نہ رہے جو وقف جدید میں شامل نہ ہو اور باہر کے لحاظ سے اگر آپ ایک پاؤنڈ مثلاً انگلستان کے لئے ایک بچے کے لئے پیش کر دیں تو میرے خیال میں تو کوئی ایسی مشکل نہیں ہے اور اگر نسبتاً بڑے بچوں کو یہ عادت ڈالیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے پیش کریں اور اور اپنے جیب خرچ میں سے پیش

کریں تو پھر اس کا بہت فائدہ پہنچے گا اور روحانی لحاظ سے اُن بچوں کے دل میں ایک عزم پیدا ہو جائے گا، ایک خواہش پیدا ہو جائے گی کہ ہم دینی خدمات میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ ایک بیج بویا جائے گا جسے خدا تعالیٰ پھر بڑھائے گا تو اس پہلو سے اس طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔ باہر کی دنیا میں تعداد بڑھانے کی طرف خصوصیت سے توجہ دی جائے اور میں سمجھتا ہوں اگر تعداد بڑھائی جائے اور اگر تھوڑا تھوڑا چندہ بھی بچے اور بعض نئے شامل ہونے والے پیش کریں تو سر دست جو فوری ضروریات ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہو جائیں گی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس پہلو سے بھی ہمیں آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

دعاؤں میں بھی یاد رکھیں ہندوستان کے حالات ایسے ہیں کہ ہماری جماعت تناسب کے لحاظ سے بہت ہی تھوڑی ہے اور خدمت کے میدان بے انتہا ہیں اور چونکہ ہندوستان کو خدا تعالیٰ نے آئندہ اسلام کا قلعہ بنانے کے لئے چنا تھا اور ہندوستان ہی میں امام پیدا فرمایا تھا اس لئے اس ملک کی بہت غیر معمولی اہمیت ہے جسے ہم وقتی حالات کی تبدیلی سے نظر انداز نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ہندوستان مسلمان ہو جائے تو دنیا کی عظیم ترین اسلامی مملکت بنے گا اور اگر احمدی تربیت کے تابع مسلمان ہو تو ساری دنیا، اسلامی کا سوال نہیں، ساری دنیا میں سب سے زیادہ عظیم طاقت بن سکتا ہے کیونکہ احمدیت جس طرح اسلامی اخلاق پر زور دیتی ہے اور اسلامی اخلاق کو نظریاتی طور پر نہیں بلکہ عملی دنیا میں انسانوں کی زندگی میں ڈھالتی ہے اُس سے طاقت پیدا ہوا کرتی ہے اور اگر ہندوستان مسلمان ہو جائے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور ملک بن جائے گا اور اُس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ ساری دنیا کے مسلمان ہونے کے سامان پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔

اس لئے پاکستان کا اپنا ایک مقام ہے اُس مقام کو میں نظر انداز نہیں کر رہا لیکن ہندوستان کو بھی اُس کا حق ملنا چاہئے اور ہمیں ہندوستان کے حق سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے تھوڑے کو قبول فرمائے اور بہت بڑھا کر اُس کے نیک اثرات ظاہر فرمائے۔ آمین